# اسلام سے قبل عربوں کے دوسری اقوام سے تجارتی تعلقات پر اُردو کی اولین تحریر

ڈاکٹر ریحانہ کوثر*

**Abstract:**

Shams Ullah Qadri's name is not unknown to the Urdu world. His book of History of Urdu Literature Urdu-e-Qadeem (اُردوئے قدیم) is Considered to be a basic writing on this subject. Qadri wrote more than hundred essays on historical, biographical and literary topics. Beside these essays he wrote several books relating to different aspects of the history of the Muslim India. He has the honour to be the first scholar of Urdu who wrote an encyclopedia in this language. He also wrote on the Urdu relation of the Arabs with other nations of the world, before the dawn of Islam. This research article of Qadri is also considered to be the first writing in Urdu on this subject. Islam. This research article of Qadri is also considered to be the first writing in Urdu on this subject. Syyed Suliman Nadvi and Qazi Athar Mubark Puri had also written very detailed and valuable books on this subject, but they wrote on this topic after a long time since Qadri. Qadri published his work in 1906, about 25 years before the appearance of Nadvi's book عرب و ہند تعلقات. In the following lines Qadri's article is reproduced to give (as it a new light almost forgotten) with a brief introduction of Qadri and his works.

مندرجہ بالا موضوع پر ''تجارت العرب قبل الاسلام'' کے عنوان سے یہ تحریر سید شمس اللہ قادری نے ۱۳۲۴ھ (۱۹۰۶ء) میں سپردِ قرطاس کی۔ میرے پیشِ نظر اس کی وہ اشاعت ہے جو پیسہ اخبار لاہور کی طرف سے ۱۹۲۳ء میں منظرِ عام پر آئی۔ اس کے سرورق پر اس کا عنوان اور مصنف (موٗلف/مرتب) کا نام اس طرح مندرج ہے۔

* شعبہ اُردو، لاہور کالج برائے خواتین یونیورسٹی، لاہور

تجارت العرب قبل الاسلام
یعنی
قدیم زمانہ کے عربوں کی تجارت کے حالات

مرتبہ
علامہ سید شمس اللہ قادری خلف سید ذوالفقار اللہ صاحب
حسب اجازت مصنف دبدبہ آصفی حیدرآباد دکن سے پرنٹ کی گئی
باردوم ۱۹۲۳ء میں
کارخانہ پیسہ اخبار لاہور کے خادم التعلیم برقی پریس میں باہتمام
میاں عبدالمجید پرنٹر وپبلشر طبع ہوئی

عثمانیہ یونیورسٹی میں ایم اے کی ڈگری کے لئے لکھے گئے ایک تحقیقی مقالے (۱) میں بتایا گیا ہے کہ یہ کتاب پہلی مرتبہ ۱۹۰۶ء میں طبع خادم التعلیم لاہور میں منشی عبدالعزیز (منیجر) کے اہتمام سے چھپی۔(۲)

شمس اللہ قادری، ۱۸۸۵ء میں پیدا ہوئے۔(۳) ڈاکٹر گیان چند جین نے ''اُردو کی ادبی تاریخیں'' میں تاریخ ادبیات مسلمانان پاکستان و ہند (جلد۱۰۔ص۱۹۲) طبع اول ۱۹۷۲ء کے حصہ اول کے ساتویں باب میں ''تحقیق وتنقید'' کے عنوان سے ڈاکٹر شمس الدین صدیقی کا مقالہ شامل کیا ہے جس میں انیسویں صدی کے کچھ محققین اور نقادوں کی خدمات کے بارے میں لکھا گیا ہے۔اسی ضمن میں شمس اللہ قادری کا بھی ذکر ہے۔صدیقی صاحب نے قادری صاحب کا سال ولادت ۱۸۷۷ء لکھا ہے۔لیکن بلاحوالہ آخذ،اس لئے میر احمد علی کے بتائے ہوئے سال ولادت ۱۳۰۳ھ/ ۱۸۸۵ء ہی کو درست مانا جائے گا۔عثمانیہ یونیورسٹی کے میر احمد علی کے مذکورہ مقالے کی معلومات دوسروں کی نسبت اس لئے اہمیت کی حامل ہیں کہ انہیں قادری صاحب کا ہم وطن ہونے کی وجہ سے ان کے بارے میں جو معلومات قادری صاحب کے اہل خانہ سے حاصل ہوئیں وہ دوسروں کی دسترس سے باہر تھیں۔احمد علی نے اپنے مقالے کے مواد کے لئے قادری صاحب کے بیٹوں سے ملاقاتیں کیں،قادری صاحب کی غیر مطبوعہ خودنوشت اوران کی دیگر تصانیف بھی دیکھیں۔

شمس اللہ قادری کا شمار اپنے دور کے معروف محققین اور مورخین میں ہوتا ہے۔علامہ سید سلیمان ندوی (بابائے اُردو) مولوی عبدالحق اور عبدالسلام ندوی ان کے معاصرین میں سے تھے۔علمی وادبی معاملات پر ان کی باہم خط وکتابت ہوتی تھی۔

شمس اللہ قادری ایک جامع الصفات ادیب تھے۔ڈاکٹر گیان چند نے ان کی تصنیف ''اُردوئے قدیم''

کو اُردو ادب کی تاریخوں میں حوالے کی بنیادی کتاب تسلیم کیا ہے۔(۵) اور اپنی وقیع تحقیقی تصنیف ''اُردو ادب کی تاریخیں'' کے تقریباً اٹھارہ صفحات اس پر گفتگو کے لئے وقف کئے ہیں اور آخر میں حاصلِ بحث کے طور پر یہ لکھا ہے کہ۔۔۔۔''شمس اللہ قادری نے جس جدید تحقیقی نظر سے کام کیا ہے وہ اس دور میں عام نہیں اس کے مقابلے میں اسی دور کی ''گلِ رعنا''۔۔''دکن میں اُردو''۔۔۔اور ''پنجاب میں اُردو'' کو دیکھیے، ان میں جدید تحقیقی انداز نہیں۔ ہاں رام بابو سکسینہ کی تاریخ ضرور مغربی تاریخوں کے انداز پر ہے۔قادری صاحب نے جس التزام کے ساتھ ہر جگہ اپنے مآخذ کا اظہار کیا ہے جس طرح سنین پر خصوصی توجہ کی ہے جس طرح اس وقت تک کے دوسرے اہل قلم کے تسامحات کی تصحیح کی ہے انہیں دیکھتے ہوئے ان کے کارنامے کی داد دینی ہوگی ظاہر ہے ان کے زمانے میں تاریخ ادب اور تذکروں کا جو مواد سامنے آیا تھا قادری صاحب اُسی سے استفادہ کر سکتے تھے۔انہیں بعد کی تحقیق کے مقابلے میں کم ارز نہیں کہا جاسکتا۔ان کے یہاں فاش غلطیاں کم سے کم ہیں۔''(۶)

''اُردوئے قدیم'' کا پہلا ایڈیشن ۱۹۲۵ء میں شائع ہوا (تعداد صفحات ۱۱۹) دوسرا ایڈیشن ۱۹۳۰ء میں نول کشور لکھنو کی طرف سے ۱۹۳۰ء میں منظر عام پر آیا۔(تعداد صفحات ۲۱۵) پہلا ایڈیشن (بابائے اُردو) مولوی عبدالحق کے نام معنون کیا گیا تھا۔

اُردو والوں میں سید شمس اللہ قادری کا نام ان کی محققانہ تصنیف ''اُردوئے قدیم'' کی وجہ سے ہمیشہ زندہ رہے گا جو اگر چہ اُردو کے دکنی دور کی تاریخ ہے لیکن اس میں برائے بیت ہی سہی شمالی ہند کا بھی کچھ نہ کچھ ذکر موجود ہے۔قادری صاحب کی دل چسپی کا بڑا موضوع گو تاریخ تھا۔لیکن انہوں نے کم وبیش ۱۱۴ ادبی مقالات بھی تحریر کئے جو اُردو زبان وادب پر ان کی گہری نظری اور دل چسپی کے مظہر ہیں(۷) ان مقالات میں ''طوطا کہانی'' دکھینات اور دیوان مخفی'' بطور خاص قابل ذکر ہیں۔

تاریخ کے سلسلے میں ان کی جو کتابیں زیادہ مشہور ہوئیں ان میں ''آثار الکرام''۔''مسکوکات قدیم''، ''مورخین ہند'' اور تجارت العرب قبل الاسلام'' خاص طور پر قابل ذکر ہیں۔

''آثار الکرام'' میں ہندوستان کے دکنی مسلمان حکمرانوں کے عہد میں علوم وفنون کی ترقی کی تصویر کشی کی گئی ہے اور ان کے رفاہی اور اصلاحی کاموں کی تفصیلات پیش کی گئی ہیں۔ قادری صاحب شمالی ہند کے مسلمان حکمرانوں کے عہد کی علمی ترقیوں پر بھی لکھنا چاہتے تھے لیکن ان کا یہ ارادہ پورا نہ ہوسکا۔اور آثار الکرام کی ایک ہی جلد شائع ہوسکی۔

''مورخین ہند'' میں ہندوستان کے مسلم حکمرانوں کے عہد حکومت میں لکھی گئی تاریخی کتابوں اور ان کے مصنفین کا ذکر ہے اور ''مورخین دکن'' میں آصف جاہی دور کے بعض اہم مورخوں اور ان کی کتب تاریخ کا جائزہ لیا گیا ہے۔

''مسکوکات قدیم'' دکنی حکمرانوں کے عہد میں رائج سکوں کے بارے میں بیش بہا معلومات کی حامل کتا ب ہے اس سلسلے کی ایک اور کتاب ''سکہ جات شاہان اودھ'' ہے۔

تاریخی موضوعات پر قادری صاحب کی اور بھی متعدد کتب ہیں لیکن اس مختصر تعارف میں اُن پر اختصار کے ساتھ لکھنے سے بھی بات طویل ہو جائے گی اس لئے ان کے صرف ناموں ہی کو سامنے لانے پر اکتفا کیا جارہا ہے۔

۱۔ملیبار ۲۔امرائے پائے گاہ ۳۔امرائے آصفیہ

۴۔شجرۂ آصفیہ ۵۔سید محمد موسوی (آصف جاہی دور کا ایک ممتاز شاعر اور ادیب)

۶۔نقود اسلامیہ ۷۔بشارات احمدیہ ۸۔جواہر العجائب (فارسی زبان کی شاعرات کا تذکرہ)

۹۔عمادیہ (مولوی سید حسن بلگرامی کی علمی و ادبی خدمات کے بارے میں قادری صاحب کے مقالات کا مجموعہ)

۱۰۔محبوب الآثار (سرسید احمد خاں کی آثار الصنادید کے طرز پر حیدرآباد دکن کی تاریخی عمارات کا تذکرہ)

۱۱۔دیباچہ شاہ نامۂ قدیم۔سید شمس اللہ قادری نے ۱۹۲۵ء میں شاہ نامہ کی تاریخ تالیف اور اس کے مآخذات کی نسبت بعض نئی باتیں پیش کی تھیں اور ان کی روشنی میں متقدمین کے نقطہ نظر کے خلاف ایک نیا نظریہ پیش کیا اور اس کی بنیاد شاہ نامہ از فردوسی کے دیباچہ قدیم پر رکھی جس سے اُس وقت تک اہل ہند ناواقف تھے۔قادری صاحب نے اس تحریر میں اپنی تحقیق کے نتائج کے ساتھ فردوسی کے شاہ نامہ کے قدیم دیباچہ کو بھی شائع کروایا۔

۱۲۔تجارت العرب قبل الاسلام۔یہ وہ تحریر ہے جس کا متن آئندہ صفحات میں شائع کیا جارہا ہے اور جس کے بارے میں قادری صاحب کا یہ دعویٰ ہے کہ اُردو میں اس موضوع پر ان کی یہ تحریر سب سے پہلی تحریر ہے۔لیکن اس بارے میں کچھ لکھنے سے پہلے یہ ضروری معلوم ہوتا ہے کہ اُن کی ایک اور تحریر کا بھی ذکر کر دیا جائے جو قادری صاحب کو ''اولیت'' کا شرف دلانے والی ہے۔یہ ''قاموس الاسلام'' ہے جسے اُردو زبان کا سب سے پہلا انسائیکلوپیڈیا تسلیم کیا گیا ہے۔افسوس کہ قادری صاحب اس کی ایک ہی جلد مرتب کر سکے۔لیکن یہ ایک جلد جیسی عمدہ تھی اس کا اندازہ شیخ عبدالقادر کی مندرجہ ذیل تحسین سے بخوبی ہوسکتا ہے۔

> ''اُردو زبان میں قاموس جیسی کتاب کی سخت ضرورت محسوس کی جارہی تھی جس کو حکیم سید شمس اللہ قادری نے تن تنہا مدون کیا ہے ان کا یہ غیر معمولی کام واقعی ایک قابل قدر کارنامہ ہے''(۸)

عربوں کے اہل ہند سے تجارتی و سیاسی تعلقات پر مبسوط اور مستند تحریر تو یقیناً علامہ سید سلیمان ندوی کی ''عرب و ہند کے تعلقات'' ہی ہے جو پہلی مرتبہ ۱۹۲۱ء میں ہندوستانی اکادمی الہ آباد کی طرف سے شائع ہوئی۔ندوی صاحب کی اس سلسلے کی دوسری کتاب ''عربوں کی جہاز رانی'' کے عنوان سے پہلی مرتبہ ۱۹۳۵ء میں اور دوسری مرتبہ

اضافوں کے ساتھ ۱۹۳۹ء میں شائع ہوئی۔ (۹)

ان کتابوں کے مستند اور عالمانہ اور مبسوط ہونے میں کوئی کلام نہیں۔ لیکن اس میں بھی کوئی کلام نہیں کہ یہ اپنے موضوع پر اُردو کی اولین کتب نہیں کیونکہ ان سے تقریباً ربع صدی پہلے اسی موضوع پر بلکہ اس سے زیادہ وسیع موضوع پر سید شمس اللہ قادری صاحب کی ''تجارت العرب قبل الاسلام'' شائع ہو چکی تھی۔ سید سلیمان ندوی نے اپنی کتب میں عربوں کے تجارتی تعلقات کا بیان صرف اہل ہند تک محدود رکھا ہے جب کہ قادری صاحب نے جملہ اقوام عالم کے ساتھ عربوں کے تجارتی تعلقات کے بارے میں خامہ فرسائی کی ہے۔

عرب و ہند کے تعلقات پر مندرجہ بالا کتب کے علاوہ بعد میں قاضی اطہر مبارک پوری کی بھی کئی شان دار کتب شائع ہوئیں۔ اس سلسلے کی ان کی پہلی کتاب ''عرب و ہند (تعلقات) عہد رسالت میں'' ہے۔ ۱۰ جسے ۱۹۹۵ء میں ندوۃ المصنفین نے شائع کیا۔ گو اس کتاب کے عنوان سے یہ ظاہر ہوتا ہے کہ یہ عرب و ہند کے تعلقات کو اسی حد تک بیان کرے گی جیسے کہ عہد رسالت میں وہ تھے لیکن ایسا نہیں ہے بلکہ اس کے چار ابتدائی ابواب میں عہد رسالت سے قبل کے عرب و ہند تعلقات پر بھی بہت خوبی کے ساتھ لکھا گیا ہے بہر حال ان کتب پر گفتگو چونکہ ہمارے موضوع سے خارج ہے اس لئے میں اس پر کچھ اور لکھنے سے گریز کرتے ہوئے آپ کو قادری صاحب کی کتاب کے مطالعہ کی دعوت دیتی ہوں جو آئندہ صفحات میں پیش کیا جا رہا ہے۔

## مآخذ و حواشی

۱۔ اس مقالے کا عنوان ہے شمس المؤرخین حکیم سید شمس اللہ قادری۔ مقالہ نگار کا نام میر احمد علی ہے۔ یہ مقالہ جون ۱۹۶۹ء میں حیدر آباد دکن سے شائع ہوا۔

۲۔ ایضاً ص ۱۱۱۔۔ کتابی صورت میں ممکن ہے یہ پہلی مرتبہ ۱۹۰۶ء ہی میں شائع ہوئی ہو لیکن سرورق پر مندرج اعلان سے واضح ہوتا ہے کہ یہ ''دبدبۂ آصفی'' میں اس سے پہلے شائع ہو چکی تھی۔ (سرورق کا عکس متن کتاب کے آخر میں دیا جا رہا ہے)

۳۔ میر احمد علی کا جو مقالہ میرے پیش نظر ہے اس میں ۳۳ سے ۶۴ تک کے صفحات نہیں ہیں۔۔۔ البتہ پیش لفظ سے پہلے قادری صاحب کی جو تصویر شائع کی گئی ہے اس کے نیچے انگریزی میں تاریخ ولادت یوں لکھی ہے:

Born: 17th Safar, 1303 Hijri (1880 AD)

تقویم تاریخی مرتبہ عبد القدوس ہاشمی (مطبوعہ کراچی) کے مطابق ۱۳۰۳ء ہجری کے ماہ صفر کی سترہ کو نومبر کی ۲۶ اور سن ۱۸۸۵ء تھا۔ (۱۸۸۰ھ نہیں)

گویا قادری صاحب ۱۸۸۰ء میں نہیں ۱۸۸۵ء میں پیدا ہوئے۔ اگر ۱۸۸۵ء کو درست مانا جائے تو قادری صاحب کی زیر نظر تحریر (عربوں کی تجارت) کے آخر میں دی گئی اس کی تاریخ تحریر کو ۱۳۱۴ کے بجائے ۱۳۲۴ ماننا پڑے گا۔ کیوں کہ

۱۳۰۳ میں پیدا ہونے والے کسی فرد سے یہ توقع نہیں کی جاسکتی وہ محض گیارہ سال کی عمر میں ایسی عالمانہ تحریر لکھ سکے گا۔ قادری صاحب کی زیر بحث کتاب کے متن کے خاتمے پر ان کے نام کے ساتھ تاریخ تکمیل تحریر یوں درج ہے۔ سید شمس اللہ قادری۔ حیدر آباد دکن ۱۳۱۴ھ، قیاس ہے کہ عدد ۴ سے پہلے عدد ۲ تھا جس کا شوشہ ہوا کی نمی یا خشکی کے سبب ایسا ختم ہوا کہ اب (ایک) نظر آتا ہے۔ بہت غور سے دیکھیں تو (v) مٹا مٹا سا دکھائی دیتا ہے لہٰذا کہا جاسکتا ہے یہ عدد ۱۳۱۴ء نہیں ۱۳۲۴ء ہے۔

۴۔ ڈاکٹر گیان چند جین، اُردو کی ادبی تاریخیں، سال اشاعت ۲۰۰۰ء انجمن ترقی اُردو پاکستان کراچی: ص ۱۶۵، ۱۶۶

۵۔ ایضاً ص ۱۶۵

۶۔ ایضاً ص ۱۸۳

۷۔ میر احمد علی، کتاب مذکور ص ۲۴۰۔ احمد علی نے سید شمس اللہ قادری کی باقاعدہ تصانیف کے علاوہ تاریخی، سوانحی، علمی اور ادبی موضوعات پر ان کے مقالات کی تعداد ایک سو آٹھ بتائی ہے۔

۸۔ بحوالہ ایضاً ص ۲۰۶

۹۔ سید سلیمان ندوی کی ''عرب و ہند کے تعلقات'' کی دو اشاعتیں میرے پیش نظر ہیں اول، کریم سنز پبلشرز کراچی کی اشاعت اول ۱۹۷۶ء اور یہ ٹائپ کے ۴۰۶ صفحات پر مشتمل ہے۔ دوسری اُردو اکیڈمی سندھ کراچی کی مطبوعہ جو انہوں نے ۱۹۸۷ء میں پہلی بار شائع کی یہ آفسٹ طباعت کی حامل ہے تعداد صفحات ۳۴۶۔ ''عربوں کی جہازرانی'' بھی اسی ادارے کی شائع کردہ ہے۔ میرے سامنے اس کی ۱۹۸۱ء کی (پاکستان میں پہلی) اشاعت ہے۔ یہ بھی آفسیٹ پر طبع ہوئی ہے۔

۱۰۔ ''عرب و ہند تعلقات عہد رسالت'' کی جو اشاعت میرے پیش نظر ہے اسے مکتبہ عارفین کراچی نے ۱۹۷۵ء میں شائع کیا۔